غذائی حلت وحرمت-اسلام اوردیگر مذاہب کامطالعہ وموازنہ

ڈاکٹر عتیق الرحمن*

ڈاکٹر صدف سلطان**

Religion has always been an important factor in the history of mankind and it has played its role in the spiritual development and progress of man. The physical activities of man disturb his spiritual self, so every religion has focused on the physical activities of its followers. Due to this reason all the religions have focused on the important physical need of food. In this research paper the teachings of all the notable religions of the world regarding food have been analyzed. The study focuses on three Semite and two non-Semite religions. After their comparative study it has been proved that Islam addressed all those issues that were not addressed and the flaws in the teachings of other religions. So like other teachings of Islam, the teachings regarding food seek middle way and are flawless.

تمام جاندار اشیاء میں خوراک کی طلب موجود ہوتی ہے۔ نہ صرف جانور بلکہ پودے بھی اپنی بقا کی خاطر مسلسل حصولِ خوراک کے محتاج ہوتے ہیں۔ جاندار ہونے کی حیثیت سے انسان کی بنیادی ضروریات کی فہرست میں غذا بھی شامل ہے۔ لہٰذا دنیا کے تمام مذاہب نے بنی نوع انسان اور خوراک کے تعلق کی اہمیت کو شدت سے محسوس کیا ہے اور اپنے پیروکاروں کو مختلف پہلوؤں سے ہدایات جاری کی ہیں۔ عقائد، معاملات، عبادات، معاشرت اور دیگر شعبہ ہائے حیات کی طرح یہاں بھی تمام مذاہب میں کئی ایک اختلافات موجود ہیں۔ بڑے مذاہب کی غذائی تعلیمات کا ذیل میں تفصیل سے جائزہ لیا جا رہا ہے۔

ہندومت اور غذائی حلت وحرمت

ہندومت میں خوراک کو مذہبی نقطۂ نظر سے بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ یہاں تمام فکری وعملی جدوجہد کا مقصود موکش یعنی جونی چکر سے نجات ہے۔ روحِ انسانی کی آواگون سے نجات کا اکل وشرب سے گہرا تعلق ہے۔ بنیادی انسانی سرگرمی ہونے کے ناطے اسے اچھے اور بُرے اعمال کی تخلیق کا اہم محرک تسلیم کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غذا سے متعلق متنوع اور تفصیلی ہدایات ہندو ادب میں بکثرت موجود ہیں۔

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور۔

http://www.alqalamjournalpu.com/

ہندو معاشرے پر ذات پات کی تقسیم کی جو گہری چھاپ ہے اُس کے اثرات سے کھانے پینے کے معاملات بھی شدید متاثر ہوئے ہیں۔ دو جنمے (Twice born) افراد یعنی برہمن، کھشتری اور ویش کے لیے کھانے پینے کی پابندیاں شودروں کی نسبت زیادہ ہیں اور پھر برہمن پر بقیہ دو کے مقابلے میں مزید پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ یہ پابندیاں نہ صرف اس حد تک ہیں کہ کیا کھایا جائے اور کیا نہ کھایا جائے بلکہ اس اعتبار سے بھی ہیں کہ کھانا کس جگہ پر تیار کیا گیا ہے، کس نے اس کو تیار کیا ہے اور کس کے لئے کھانا تیار کیا گیا ہے؟

برہمن کے لئے جائز نہیں کہ وہ کوئی ایسا کھانا کھائے جس میں بال یا کوئی پتنگا وغیرہ گر گیا ہو، یا جسے گائے نے سونگھ لیا ہو یا پھر جس میں پرندے نے چونچ ماردی ہو، یا پھر جس پر کسی نے چھینک لی ہو۔ اور نہ ہی وہ دشمن کا کھانا کھا سکتا ہے۔ کھانے کی تیاری میں خواتین کی خدمات کو تمام تہذیبوں اور ادوار میں بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے لیکن کسی برہمن کو اجازت نہیں کہ وہ کسی حائضہ کے چھوئے ہوئے کھانے کو کھائے یا کسی زچہ کا تیار کردہ کھانا کھائے یا پھر کوئی ایسی چیز کھائے جس پر کسی اسقاطِ حمل والی خاتون کی نظر پڑ گئی ہو۔ مزید برآں وہ کسی ترکھان، ہلگوکار، جولاہے، لوہار اور رنگساز وغیرہ کا کھانا نہیں کھا سکتا1۔

ایک شخص وہی پکا ہوا کھانا کھا سکتا ہے جو اُس کے ہم مرتبہ فرد نے تیار کیا ہے یا پھر اُس سے بہتر رتبے کے حامل فرد نے تیار کیا ہے2۔ کھانے کی تیاری کی جگہ کی صفائی ستھرائی میں مبالغہ کا عنصر پایا جاتا ہے۔ باورچی خانہ گھر کا انتہائی مقدس حصہ سمجھا جاتا ہے اور یہاں کسی نچلے درجے کے آدمی کا داخلہ ممنوع ہوتا ہے3۔ اور کسی شودر کی نظر بھی یہاں نہیں پہنچنی چاہیے۔ کھانا پکاتے وقت جوتے پہننا بھی ممنوع ہے۔ خواتین کھانے کی تیاری کے بعد مردوں کے کھا چکنے کا انتظار کرتی ہیں اور اُن کا پس خوردہ ہی کھاتی ہیں۔ وہ مردوں کے ساتھ مل بیٹھ کر ہرگز کھانا نہیں کھا سکتیں۔ عام طور پر ہندو صبح وشام کے دو اوقات میں کھانا کھاتے ہیں لیکن بیوائیں، سنیاسی اور تائب شخص شام کے بعد کچھ نہیں کھا پی سکتے4۔

گائے کے دودھ، دہی اور گھی کو قدرتی طور پر پاکیزہ سمجھا جاتا ہے۔ گھی میں تلی ہوئی اشیاء اور پانی میں ابلی ہوئی چیزوں کے متعلق الگ الگ احکامات ہیں۔ تلی ہوئی اشیاء کو زیادہ پاکیزہ اور صاف ستھرا سمجھا جاتا ہے کہ انہیں گھر سے باہر تیار ہونے کی صورت میں بھی لے کر کھایا جا سکتا ہے اور کسی حد تک ذات پات کے تفاوت کو بھی بالائے طاق رکھتے ہوئے لے کر استعمال کیا جا سکتا ہے جب کہ ابلی ہوئی چیزوں کے بارے میں احتیاط کی جاتی ہے کہ وہ اپنے ہی گھر میں بنی ہوئی ہوں یا اپنے ہم مرتبہ شخص ہی سے لے کر کھائی جا سکتی

ہیں5۔

گوشت خوری کا معاملہ بدھ مت اور جین مت کی طرح یہاں ہندو مت میں بھی اہمیت کا حامل ہے۔ اگر چہ ویدوں کے دور (دو ہزار قبل مسیح کے بعد) میں ہندو گوشت کھاتے تھے اور جانوروں کی قربانی بھی دیا کرتے تھے6۔ تاہم بدھ مت اور جین مت سے متاثر ہو کر گوشت خوری کو بتدریج ممنوع قرار دیا جانے لگا۔ اپنشدوں کے دور میں صرف اُسی جانور کے گوشت کو کھانے کی اجازت باقی رہ گئی تھی جسے مذہبی قربانی کے طور پر قربان کیا گیا ہو7۔ جب کہ چوتھی صدی عیسوی میں منو کے قانون میں گوشت خوری کی اس اجازت کو بھی ختم کر دیا گیا8۔ بھگوت پران کے ہندی ترجمے کے بعد قدامت پسند ہندوؤں نے گائے کو مارنا اور اس کا گوشت کھانا بند کر دیا9۔ اگر چہ ہمیشہ سے ہندو معاشرے میں عملاً گوشت خوری کسی حد تک جاری رہی ہے مگر ہندو مذہب میں گوشت خوری کی ممانعت اور سبزی خوری کی روایت بہت مضبوط ہے10۔ مے نوشی کے حوالے سے کوئی حتمی ہدایات موجود نہیں ہیں۔ ایک طرف تو بڑے گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اور منو کے قانون اور رگ وید میں کئی مقامات پر واضح ممانعت ملتی ہے11۔ جب کہ دوسری طرف مذہبی رسومات کے دوران اس کا استعمال ویدوں میں مبہم طور پر مذکور ہے۔ لہٰذا وقت گزرنے کے ساتھ مے نوشی کی پابندی کا اطلاق محض برہمنوں پر ہونے لگا اور بقیہ نچلی ذاتوں میں اس کا رواج عام ہو گیا12۔

ہندو مت میں خوراک کے استعمال کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ اسے پوجا کے دوران دیوتاؤں کی مورتیوں پر چڑھاوے کے طور پر چڑھایا جاتا ہے۔ چاول پھل، گھی، چینی اور مٹھائیاں وغیرہ مورتیوں کے چرنوں میں رکھی جاتی ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ اب یہ غذا مقدس بن چکی ہے جسے پھر تقسیم کر دیا جاتا ہے13۔ شادی اور مذہبی صحائف کی تعلیم کے آغاز کی تقریب کے موقع پر جو آگ جلائی جاتی ہے اُس میں بھی گھی، مکھن، چاول اور دیگر غذائیں جلائی جاتی ہیں14۔ مرنے والے شخص کے ورثا پہلے سال کے اندر سولہ مرتبہ غرباء اور دیگر رشتہ داروں کو کھانا کھلاتے ہیں جسے واجب سمجھا جاتا ہے15۔

بدھ مت میں غذائی تعلیمات

بدھ مت میں غذا اپنے اکتساب، تیاری اور استعمال کے اعتبار سے ہمیشہ اہمیت کی حامل رہی ہے۔ مہاتما بدھ کی زندگی سے واضح ہوتا ہے کہ مکمل ترک غذا سے نجات ممکن نہیں۔ خوراک سے حصول لذت کی حد تک تعلق جوڑنے سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ یہاں خوراک کو جسمانی تقویت کی خاطر ناخوشگوار ذائقے کی حامل دوا کے طور پر قبول کیا گیا ہے جیسا کہ کئی مراقبوں میں غذا سے عدم دلچسپی اور کراہت انگیزی پر زور دیا جاتا

ہے۔علاوہ ازیں بھکشو اپنی مانگی ہوئی خوراک کو عام طور پر ملا کر ملغوبہ بنا لیتے ہیں تا کہ وہ بے مزہ ہو جائے 16۔ بدھ کے نزدیک سچائی دو انتہاؤں کے درمیان پائی جاتی ہے جس کا اطلاق غذا پر بھی ہوتا ہے کہ خوراک کے نقطہ نظر سے لذتیت اور بکثرت ترک وتیاگ عرفان اور روشنی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔لہذا جسم کی ناز برداری نہیں ہونی چاہیے اور نہ ہی اسے نظر انداز کرنا چاہیے 17۔

خوراک سے متعلق بدھ مت کی تعلیمات کے درمیان گوشت خوری کا معاملہ نمایاں ہے۔ بدھ مت میں موجود پیروکاروں کے درمیان بھکشو اور اپاسک کی واضح گروہی تقسیم کے لحاظ سے گوشت خوری کی تعلیمات میں جہاں تنوع پایا جاتا ہے وہیں دو بڑے فرقوں ہنایان اور مہایان کے مابین بھی عدم یکسانیت نظر آتی ہے جیسا کہ جے اے ڈیوڈسن نے لکھا ہے:

> "In Theravada Buddhism, meat-eating has come to be largely condcned, while in Mahayana Buddhism, meat consumption is frowned upon. These differences are very apparent in some of their rituals"18

ہنایان فرقے کے بھکشو در بدر پھر کر اپنے لئے خوراک حاصل کرتے ہیں اور ہر طرح کی غذا کی اشیاء قبول کرتے ہیں خواہ وہ گوشت ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ جب دیودت نے اصرار کیا کہ بھکشوؤں کے لئے گوشت ممنوع قرار دے دیا جائے تو گوتم نے صاف صاف کہہ دیا کہ بھکشو وہ سب کھائے گا جو اس کو بھیک میں ملے گا19۔ البتہ وہ کوئی ایسا گوشت قبول نہیں کرتے جو ان کی خاطر جانور ذبح کر کے حاصل کیا گیا ہو 20۔ بھکشو کے لئے مچھلی مباح ہے اور ایسا گوشت بھی مباح ہے جو نادیدہ، ناشنیدہ اور غیر مشتبہ ہو 21۔ یعنی بھکشو نے جانور کے قتل یا ذبح کا مشاہدہ نہ کیا ہو اور نہ ہی بھکشو کو بتایا گیا ہو کہ گوشت خصوصاً اُس کے لئے تیار کیا گیا ہے اور نہ ہی بھکشو کا گمان ہو کہ ایسا کھانا (یعنی گوشت) تیار کیا گیا ہے 22۔ بعض جانور ایسے ہیں جن کا گوشت ایک بھکشو کسی طور پر بھی نہیں کھا سکتا خواہ وہ طبعی موت مرے ہوں۔اس فہرست میں ہاتھی، گھوڑا، کتا، سانپ، شیر، ببر شیر، تیندوا، ریچھ اور لگڑ بگڑ شامل ہیں 23۔ اس تحدید سے اشارہ ملتا ہے کہ بھکشو بقیہ جانوروں کا گوشت کھا سکتے ہیں جو یقیناً مذکورہ بالا سہ گانہ معیارات سے مشروط ہوگا۔ مہایان فرقے کے بھکشو خوراک کے لئے قطعاً بھیک نہیں مانگتے۔ وہ غذائی سامان خرید کر یا اگا کر اپنے لئے کھانا تیار کرتے ہیں۔ اور وہ زمانہ قدیم سے تا حال مکمل سبزی خور ہیں 24۔ مہایان کتب میں کئی مقامات پر غیر مبہم طور پر گوشت خوری کی مذمت موجود ہے 25۔

بھکشوؤں کے لئے بلا استثناء کسی بھی جانور کا قتل ممنوع ہے۔ مہاتما بدھ نے واضح طور پر اپنے مرید بھکشوؤں کو جانوروں کے قتل سے باز رہنے کی ہدایات جاری کی تھیں26۔ یہ درویش اور دیندار طبقہ پابند ہے کہ دوپہر کے بعد کوئی ٹھوس غذا نہ کھائے27۔ علاوہ ازیں ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ بغیر بیماری کی حالت کے گھی، مکھن، خوردنی تیل، شہد، چینی، دودھ اور دہی استعمال کریں28۔ چین اور کوریا کے بدھ لوگ، خواہ وہ دیندار طبقے سے تعلق رکھتے ہوں یا دنیا دار طبقے سے، کچھ جڑی بوٹیوں اور مصالحہ جات سے پرہیز کرتے ہیں جن میں لہسن، ادرک، پیاز، ثوم معمر(Chinese Chives) اور گندنا شامل ہیں29۔ کیونکہ سمجھا جاتا ہے کہ انہیں کچے کھانے سے غصہ بڑھتا ہے اور پکا کر کھانے سے یہ جنسی خواہش میں اضافے کا باعث ہیں30۔

بدھ مذہب کے دنیا دار لوگوں کو اپاسک کہا جاتا ہے31۔ گوتم بدھ نے ان کے لئے جفاکشی اور ریاضت کی بجائے اخلاقی نصائح اور قواعد تجویز کیئے۔ لہٰذا اپاسکوں کے لئے غذا کی ہدایات پنج قواعد (Five Precepts) میں موجود ہیں۔ یہ قواعد بدھ مت کے بنیادی قواعد بھی کہلاتے ہیں32۔ بدھ بنتے وقت ہر فرد ان قواعد کو دہراتے ہوئے رضا کارانہ عہد کے طور پر اپنے ذمے لیتا ہے33۔ بعض علاقوں میں تو انہیں اکثر تقاریب میں اور روزانہ دوہرانے کی روایت ہے34۔ یہ پانچ قواعد بالترتیب قتل، چوری، زنا کاری، دروغ گوئی اور منشیات ومسکرات سے روکتے ہیں35۔ ان پانچ میں سے پہلا اور آخری نکتہ اکل وشرب سے متعلق ہے۔ پہلے نکتے کا تعلق محض انسانی جان سے نہیں ہے بلکہ اس کی رو سے ہر ذی روح کو مجروح اور قتل کرنا ممنوع ہے36۔ عام طور پر اس ممانعت کو گوشت خوری کے خلاف دلیل سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ گوشت خوری سے بالواسطہ طور پر جان لینے میں شراکت داری کا ارتکاب ہوتا ہے۔ جب کہ دوسری طرف اختلافی نقطہ نظر یہ ہے کہ ذی روح کے قتل کا محض یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص خود جانور کو ذبح نہ کرے37۔ مذکورہ بالا پانچ قواعد میں سے آخری نکتہ منشیات ومسکرات کی واضح طور پر ممانعت کرتا ہے۔ بدھ معاشروں میں گوشت خوری سے اجتناب کی نسبت منشیات ومسکرات سے پرہیز زیادہ سختی سے کیا جاتا ہے۔ مہاتما بدھ نے اس کے کئی ایک نقصانات سے بھی آگاہ کیا ہے جس میں اتلاف مال، لڑائی جھگڑے میں اضافہ، بیماری کے امکانات، بدنامی اور عقل کی کمزوری وغیرہ شامل ہیں38۔ شراب نوشی کے نقصانات سے متعلق تبت کے ایک لامہ کا قصہ مشہور ہے اُسے ایک رات سفر کے دوران تین بُری چیزوں میں سے ایک کا انتخاب بحالت مجبوری کرنا تھا: بکرے کو ذبح کرنا، غیر محرم عورت کے ساتھ سونا اور شراب نوشی۔ کافی غور وفکر کے بعد اس نے شراب نوشی کا فیصلہ کیا کہ یہ نسبتاً کم نقصان دہ ہے۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ نشے کی حالت میں کچھ دیر بعد اُس نے بکرے کی

آواز سنی تو اُسے ناگوار گزری جس پر اُس نے اُسے مار ڈالا۔ مزید یہ کہ جب وہ صبح بیدار ہوا تو اُس نے خود کو اپنی میزبان خاتون کے ساتھ پایا39۔ بدھ مذہب میں اپاسکوں کو گوشت اور مے کے استعمال سے نہ صرف اپنی ذات کی حد تک منع کیا گیا ہے بلکہ ان اشیاء کی دوسروں کو ترسیل سے بھی انہیں روک دیا گیا ہے۔ یہاں اسلحہ، بنی نوع انسان، گوشت، منشیات ومسکرات اور زہر کی تجارت ناجائز قرار دی گئی ہے40۔

غذائی حلت وحرمت اور یہودیت

دیگر مذاہب کی نسبت، یہودیت میں کھانے پینے کے اصول وضوابط زیادہ پیچیدہ ہیں۔ اور ان پر تقریباً دس فیصد یہودی ہی عمل پیرا ہیں41۔ یہ اصول وضوابط عہد نامہ عتیق کی پہلی پانچ کتابوں میں متعدد مقامات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ان کی تفصیل تالمود میں درج ہے۔

جانوروں میں ایسے جانور کھائے جاسکتے ہیں جو جگالی کرتے ہیں اور جن کے پاؤں الگ ہیں یعنی چرے ہوئے ہیں۔ ان دونوں شرائط کے حامل جانور ہی کھانے کے لئے جائز ہیں۔ ان شرائط میں سے محض ایک شرط کے حامل جانور حرام ہیں جیسا کہ اونٹ، سافان، خرگوش اور سور42۔ آبی جانوروں میں سے پر اور چھلکوں والے ہی جائز ہیں43۔ تمام پرندے مکروہ ہیں ماسوائے عقاب، استخوان خوار، لگڑ، چیل، تمام باز، تمام کوے، شتر مرغ، چغد، کوکل، سارے شاہین، بوم، بڑگیلا، الو، قاز، حواصل، گدھ، لق لق، سارے بگلے، ہد ہد اور چمگادڑ44۔ ایک دوسرے مقام پر ان میں بحری عقاب اور رخم کو بھی شامل کیا گیا ہے45۔ رینگنے والے پردار جانداروں میں سے صرف ٹڈی، سلعام، جھینگر اور ٹڈے ہی کھائے جاسکتے ہیں46۔ اور تالمود کے مطابق پردار حشرات کی کل آٹھ انواع کھانے میں جائز ہیں47۔ جب کہ زمین پر رینگنے والے سب جاندار مکروہ ہیں خواہ وہ پیٹ پر چلتے ہوں یا چار پاؤں پر یا کئی پاؤں پر48۔

مذکورہ بالا پاک اور حلال جانداروں کا خون ناقابل استعمال ہے49۔ درندوں کے پھاڑے ہوئے جانور کا گوشت بھی حلال نہیں50۔ اور نہ ہی طبعاً مردہ (از خود مرنے والے) جانور کا گوشت حلال ہے51۔ نہ صرف یہ کہ اس کا گوشت ناپاک ہونے کے سبب کھانا منع ہے بلکہ اس کو چھونا اور اس کی لاش اٹھانا بھی آدمی کو شام تک ناپاک رکھتا ہے52۔ جو جانور یا پرندہ مخصوص اصولوں کے مطابق ذبح نہ کیا گیا ہو وہ بھی "آپ ہی مرے ہوئے" کی طرح حلال نہیں سمجھا جائے گا53۔ شکار کے ذریعے مرنے والے جانور بھی ناقابل خوردنی ہیں54۔ حلال گوشت میں سے اُس کی چربی کھانے کی اجازت نہیں تاہم دیگر استعمال میں لائی جاسکتی ہے55۔ گوشت میں سے وہ نس جو ران کے اندر کی طرف ہے اُسے بھی یہودی نہیں کھاتے56۔

جانور یا پرندے کو ذبح کرتے وقت مخصوص دعا پڑھی جاتی ہے۔ البتہ دعا نہ بھی پڑھی جائے تو گوشت کھایا جاسکتا ہے۔ ذبح کے لئے ماہر قصاب، جو دیندار یہودی بھی ہو، کی خدمات مستعار لی جاتی ہیں۔ چھری خوب تیز اور بغیر کسی ہلکے دندانے کے ہوتی ہے، خوراک کی نالی، سانس کی نالی، شہ رگ اور شریان سبات کو تیزی سے کاٹا جاتا ہے تاکہ ذبیحہ فوراً بے ہوشی میں چلا جائے 57۔ ذبح کے بعد جانچا جاتا ہے کہ جانور کو کوئی بیماری تو نہیں خصوصاً پھیپھڑوں میں 58۔ ذبح کا عمل کسی بھی دن اور وقت میں کیا جا سکتا ہے تاہم جو شخص ارادۃً سبت کے دن کرتا ہے وہ سنگسار کا مستحق ٹھہرتا ہے 59۔

تورات میں تین مختلف جگہوں پر حکم ملتا ہے کہ ''حلوان کو اُس کی ماں کے دودھ میں نہ پکایا جائے'' 60۔ اس میں مبالغہ کرتے ہوئے یہودی نہ صرف یہ کہ گوشت اور دودھ کی مصنوعات کو اکٹھا استعمال نہیں کرتے بلکہ وہ ان کے لئے پکانے اور کھانے کے برتن بھی الگ الگ رکھتے ہیں اور گوشت کی مصنوعات اور دودھ کی مصنوعات کے استعمال میں کم از کم چھ گھنٹے کا وقفہ لیتے ہیں 61۔ مچھلی اور خوردنی تیل کو ایک وقت میں یا تو دودھ کی مصنوعات کے ساتھ استعمال کرتے ہیں یا پھر گوشت کے ساتھ 62۔

عہد نامہ عتیق میں کئی مقامات پر شراب نوشی کی سخت مذمت کی گئی ہے اور متعدد مقامات پر اس کو صریحاً حرام قرار دیا گیا ہے اور اس حکم کی ابدیت واضح کی گئی ہے 63۔ لیکن تالمود میں بعض معمولی پابندیوں کے ساتھ اس کے استعمال کو جائز بتایا گیا ہے 64۔ بلکہ یہ اکثر مذہبی تقریبات کی روح رواں قرار پائی ہے۔ مثلاً عید فسح، پوریم، سبت کے کھانے، حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ختنے کی تاریخ کی دعوت اور لڑکوں کے یہودیت میں باقاعدہ داخلے کی تقریبات (Bar mitzvah) وغیرہ 65۔ سینا گاگ کی رسومات میں شراب اور روٹی (Bread) عموماً شامل ہوتی ہیں 66۔

ہندومت کی طرح یہودیت میں بھی غذا کو مذہبی تقریبات میں اہم حیثیت حاصل ہے۔ سبت کے دن یہودیوں کا مذہبی فریضہ ہے کہ وہ گوشت کھائیں اور شراب پئیں 67۔ پوریم (Purim) کے موقع پر (جو ہامان کے ہاتھ سے بچ جانے کی خوشی میں منایا جاتا ہے) مثلث شکل کی پیسٹری، مخصوص پڈنگ اور شراب خوب استعمال کی جاتی ہیں۔ یوم خمیس (Pentecost) پر دودھ کی مصنوعات مثلاً آئس کریم اور پنیر کیک وغیرہ کھائے جاتے ہیں 68۔ پروہت نئے گیہوں کی دو خمیری روٹیاں، یہوواہ کے سامنے لہراتا ہے۔ اس وقت سات بھیڑیں یا بیل اور دو دنبے ذبح کئے جاتے ہیں اور اس دعوت میں غرباء، مساکین، بیواؤں، یتامیٰ اور مسافروں کو مدعو کیا جاتا ہے 69۔ عید فسح (Passover) جو خروج مصر کی یاد میں پہلے مہینے کی چودھویں تاریخ

کی شام سے اکیسویں تاریخ کی شام تک منائی جاتی ہے، کے موقع پر ساتوں دن بے خمیری روٹی کھائی جاتی ہے70۔ یہود میں سات کا عدد مقدس سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا کنعان میں آباد ہونے کے بعد سے ہر ساتویں سال دعوتوں سے غرباء کی تواضع کی جاتی ہے جو کھانا غرباء سے بچ جائے اُس کو جانوروں کے آگے ڈال دیا جاتا ہے71۔

یہودی ہر دفعہ کھانے اور پینے سے پہلے ایک مخصوص دعا پڑھتے ہیں اور پھر کھانے کی چیزوں کے اعتبار سے اس دعا میں اضافہ کرتے ہیں کیونکہ پھلوں، سبزیوں، گوشت، مچھلی اور پنیر وغیرہ کے لحاظ سے دعائیں الگ الگ ہیں۔ جب کھانے میں انواع واقسام جمع ہوں تو پھر مقدار میں زیادہ چیز کا اعتبار کرتے ہوئے دعا شامل کی جاتی ہے۔ ادویات کے لئے بھی دعائیں موجود ہیں تاہم کڑوی بدذائقہ اور ناگوار دواؤں کے لئے دعا پڑھنا ضروری نہیں۔ کھانے کے اختتام پر بھی دعائیں پڑھی جاتی ہیں72۔ کھانے میں شریک تمام افراد کے سامنے نمک اور شوربہ وغیرہ آچکنے تک کوئی شخص کھانا شروع نہیں کرتا۔ کھانا لا کر دینے والا چکھ تو سکتا ہے مگر بقیوں کے ساتھ بیٹھ کر مکمل طور پر کھا نہیں سکتا۔ گفت وشنید سے پرہیز کیا جاتا ہے اور دوسروں کے کھانے کی طرف نگاہ ڈالنے سے بھی اجتناب کیا جاتا ہے73۔ یہودیوں کے ہاں کھانے سے قبل ہاتھ دھونے کی روایت ہے۔ کھانے میں روٹی شامل ہونے کی صورت میں قبل از طعام ہاتھ دھونا ضروری ہو جاتا ہے۔ خواہ ہاتھ پہلے بھی صاف ہی ہوں۔ اس غرض سے پانی والا برتن ایک ہاتھ میں لے کر دوسرے ہاتھ کو باری باری دھویا جاتا ہے۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ اس عمل میں انسانی کوشش شامل ہونا لازم ہے۔ لہٰذا ٹونٹی وغیرہ سے جاری پانی سے ہاتھ دھونے سے بچا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ مذکورہ بالا برتن چٹخا ہوا یا ٹوٹا ہوا نہیں ہونا چاہیے۔ اہم یہ ہے کہ ہاتھ دھونے کی بنیاد حفظانِ صحت نہیں بلکہ یہ خالص مذہبی رسم ہے74۔

عیسائیت کی غذائی تعلیمات

عیسائی نہ صرف عہد نامہ جدید کے معتقد ہیں بلکہ وہ عہد نامہ قدیم پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ دیگر معاملات اور مذہبی رسوم ورواج کو ایک طرف رکھتے ہوئے اگر عیسائیوں کے ہاں غذائی حلت وحرمت کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ وہ عہد نامہ قدیم کی بجائے عہد نامہ جدید کی تعلیمات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ یہودیت میں موجود متنوع غذائی قوانین اور پابندیوں کے برعکس عیسائیت میں کھانے پینے سے متعلق زیادہ سے زیادہ آزادی پائی جاتی ہے۔ اگرچہ عیسائیت، یہودیت ہی کا تسلسل ہے مگر یہاں خاطر خواہ پابندیاں نظر نہیں آتیں۔ دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ یہودیت سے قریبی تعلق کے باوجود عیسائیت دنیا کا انوکھا

اور واحد مذہب ہے جہاں غذائی پابندیاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

متی کی انجیل کے مطابق ایک دفعہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے یروشلم سے آئے ہوئے فریسیوں اور فقیہوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''جو چیز منہ میں جاتی ہے وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتی مگر جو منہ سے نکلتی ہے وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہے'' 75۔ اور اس کی تشریح کرتے ہوئے پطرس سے فرمایا: کیا نہیں سمجھتے کہ جو کچھ منہ میں جاتا ہے وہ پیٹ میں پڑتا اور مزبلہ میں پھینکا جاتا ہے۔ مگر جو باتیں منہ سے نکلتی ہیں وہ دل سے نکلتی ہیں اور وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہیں''۔ مذکورہ بالا فرمانِ عیسوی کو مرقس کی انجیل میں بھی نقل کیا گیا ہے مگر وہاں مرقس نے اضافہ کرتے ہوئے کہا ہے'' یہ کہہ کر اس نے تمام کھانے کی چیزوں کو پاک ٹھہرایا'' 76۔ اس مقام سے عہد نامہ عتیق کی پاک اور ناپاک کی ساری تقسیم ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس حوالے سے پطرس حواری کا واقعہ بھی اہم ہے کہ ایک دن جب اُسے بھوک لگی تو:

اُس نے دیکھا کہ آسمان کھل گیا اور ایک چیز بڑی چادر کی مانند چاروں کونوں سے لٹکتی ہوئی زمین کی طرف اُتر رہی ہے o جس میں زمین کے سب قسم کے چوپائے اور کیڑے مکوڑے اور ہوا کے پرندے ہیں o اور اُسے ایک آواز آئی کہ اے پطرس اُٹھ! ذبح کر اور کھا o مگر پطرس نے کہا اے خداوند! ہرگز نہیں کیونکہ میں نے کبھی کوئی حرام یا ناپاک چیز نہیں کھائی o پھر دوسری بار اسے آواز آئی کہ جن کو خدا نے پاک ٹھہرایا ہے تو انہیں حرام نہ کہہ o تین بار ایسا ہی ہوا اور فی الفور وہ چیز آسمان پر اُٹھا لی گئی o77

عہد نامہ قدیم کے غذائی قوانین کی تنسیخ عیسائیت کے بانیوں کی طرف سے اس سبب سے تھی کہ یہودیوں (بنی اسرائیل) اور غیر قوموں کے درمیان تمام امتیازات ختم کر دیئے جائیں کیونکہ ان کے خیال میں عیسائیت کسی مخصوص گروہ کے لئے نہ تھی۔ عیسائیت میں غذا سے متعلق محض چند ایک ممانعات کا سراغ ملتا ہے۔ مثلاً ایسٹر سے قبل چلے کے دوران بعض عیسائی گوشت اور دودھ وغیرہ سے اجتناب کرتے ہیں۔ اس وقتی پرہیز کے علاوہ یہاں بتوں کی قربانیوں کے گوشت، لہو اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں کی ابدی اور نسبتاً واضح ممانعت ملتی ہے 78۔ شراب نوشی کو اکثر کلیساؤں میں عبادت کے ضمن میں مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ صرف پروٹسٹنٹ مکمل طور پر اس سے اجتناب کرتے ہیں اور اس کے متبادل کے طور پر غیر خمیر شدہ انگور کا جوس استعمال کرتے ہیں 79۔

اگرچہ خوراک کو یہاں عیسائیت میں حلت وحرمت کے تناظر میں زیادہ زیر بحث نہیں لایا گیا لیکن اسے عبادت میں کلیدی اہمیت حاصل ہے۔ دائرہ عیسائیت میں داخل ہونے کے بعد'' عشاءِ ربانی'' اہم ترین رسم

ہے۔ جسے مسیح علیہ السلام کی قربانی کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گرفتاری سے ایک یوم قبل حواریوں کے ساتھ رات کا کھانا کھایا تھا۔ اور اپنی یادگار کے طور پر اس پر عمل پیرا رہنے کا حکم دیا تھا80۔ لہٰذا ہر اتوار کو کلیسا میں ایک اجتماع ہوتا ہے۔ دعاؤں اور نغموں کے بعد روٹی پانی اور شراب لائی جاتی ہے اور صدر مجلس اس کو لے کر باپ، بیٹا اور روح القدس سے برکت کی دعا کرتا ہے جس پر تمام حاضرین آمین کہتے ہیں۔ پھر کلیسا کے خدام روٹی پانی اور شراب کو حاضرین میں تقسیم کرتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس عمل سے فوراً روٹی مسیح کا بدن بن جاتی ہے اور شراب مسیح کا خون۔ تمام حاضرین اسے کھا اور پی کر اپنے عقیدہ کفارہ کو تازہ کرتے ہیں81۔

اسلام، غذا اور حلال وحرام

اسلام نے مکمل ضابطہ حیات ہونے کے ناطے خورد ونوش کے متعلق کئی ایک ہدایات اپنے پیروکاروں کو فراہم کی ہیں تاکہ انہیں اس بنیادی انسانی ضرورت میں تفصیلی راہنمائی میسر آ سکے۔ ظہور اسلام سے قبل بنی نوع انسان غذائی اشیاء کی حلت وحرمت کے حوالے سے افراط وتفریط کا شکار تھا۔ اسلام نے اصلاح احوال کا اہتمام کیا اور راہِ اعتدال کی نشاندہی کی۔ قرآن حکیم نے بلا امتیاز تمام انسانوں کو خورد ونوش کے حوالے سے مندرجہ ذیل حکم دیا۔

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ 82

گویا کلام الٰہی نے پاکیزہ چیزوں کو انسانی غذا کے طور پر جائز قرار دیا۔ اس طرح عام ہدایت جاری کی کہ ساری پاک چیزیں حلال ہیں۔ حلال کے لئے پاک کی قید اس لئے لگائی کہ ناپاک چیزوں کو اس اباحت کی دلیل سے حلال ٹھہرانے کی کوشش نہ کی جائے۔ پہلے مذہبی طرز فکر کے لوگ دنیا کی ہر چیز کو حرام سمجھتے تھے جب تک کہ صراحت کے ساتھ کسی چیز کو حلال قرار نہ دیا جائے۔ قرآن مجید نے اس کے برعکس یہ اصول مقرر کیا کہ سب کچھ حلال ہے بجز اس کے جس کی حرمت کی تصریح کر دی جائے83۔ گویا کھانے پینے کی تمام اشیاء محض دو شرائط کے ساتھ حلال ٹھہریں کہ وہ چیزیں پاکیزہ، صاف ستھری ہوں، گندی، باسی، سڑی ہوئی اور بدبودار نہ ہوں۔ دوسرے یہ کہ اس کے متعلق شریعت میں یہ صراحت نہ ہو کہ وہ حرام ہے84۔ لہٰذا اب حلال کی بجائے حرام کو محدود کر دیا گیا۔ قرآن مجید نے اجمالاً چند محرمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِيْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا

مَسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ 85

ایک دوسرے مقام پر ان محرمات کو تفصیلاً بیان کرتے ہوئے منخنقہ، موقوذہ، متردیہ، نطیحہ، درندے کے پھاڑے ہوئے اور استھان کے ذبیحہ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس طرح محرمات اجمالاً چار ہوئے اور تفصیلاً دس 86۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شارح قرآن کی حیثیت سے وضاحت فرماتے ہوئے بعض جانوروں اور پرندوں کو حرام قرار دیا جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے۔

نهى عن اكل كل ذى ناب من السباع وعن كل ذى مخلب من الطير 87

مذکورہ بالا حدیث کی رو سے شیر، چیتا، بھیڑیا اور اسی طرح کے دیگر درندے (کچلی والے جانور) حرام ہیں اور اس کے علاوہ پنجے سے شکار کرنے کی وجہ سے چیل، باز، شکرہ وغیرہ حرام ہیں 88۔ جمہور فقہاء کے نزدیک وہ پرندے جو مردار خور ہیں یا اُن کی خوراک کا بڑا حصہ مردار پر مشتمل ہے، حرام ہیں 89۔ بعض فقہاء کے نزدیک یہ اصول ہے کہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جانور یا پرندے کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے یا جس کے قتل سے منع کیا ہے یا وہ خبیث ہے تو یہ سب حرام ہیں باقی حلال ہیں 90۔ بعض دیگر احادیث مبارکہ کی رو سے مینڈک، گدھا اور خچر بھی حرام قرار دیے گئے ہیں 91۔ ان تمام حرام کردہ چیزوں کا تعلق عمومی حالات سے ہے۔ اسلام نے معمول کے حالات کے علاوہ مجبوری کے حالات کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔ لہٰذا قرآن حکیم نے حرام اشیاء کی اجازت چند شرائط کے ساتھ یوں بیان کی ہے۔

﴿فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ 92

شریعت اسلامیہ کی رو سے حلال جانوروں اور پرندوں میں سے جو مانوس ہونے کی وجہ سے قابو میں ہوں انھیں ذبح کیا جاتا ہے اور جو غیر مانوس ہونے کی بناء پر قابو میں نہ ہوں انھیں شکار کر کے کھایا جا سکتا ہے۔ ذبح اور شکار کے تفصیلی احکامات اسلام نے جاری کیے ہیں۔ ذبح کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے جانور یا پرندے کے حلق پر تیز آلہ چلایا جاتا ہے جس سے رگیں کٹ جاتی ہیں اور خون نکل آتا ہے۔ خواہ یہ آلہ لوہے کا ہو یا پتھر کا یا لکڑی کا 93۔ ذبیحہ پر اللہ کا نام پکارا جاتا ہے 94۔ اس پر غیر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا 95۔ نہ تو بوقت ذبح اور نہ ہی قبل از ذبح۔ ذبیحہ کی تکلیف میں کمی کی خاطر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری کو تیز کرنے کی ہدایت کی ہے 96۔ اور اسے جانور سے چھپا کر رکھنے کا حکم دیا ہے 97۔ شکار کے آداب میں سے ہے کہ یہ با مقصد ہو۔ اسلام بے فائدہ جان تلف کرنے کی اجازت نہیں دیتا 98۔ ضروری ہے کہ شکاری شخص حالت

احرام میں نہ ہو99۔ شکار بذریعہ آلہ بھی کیا جاسکتا ہے100۔ اور بذریعہ جانور (مثلاً کتا، چیتا، باز اور شکرہ وغیرہ) بھی کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ یہ تربیت یافتہ سدھایا ہوا ہو اور شکار کو روک کر رکھے101۔ جانور چھوڑتے ہوئے یا آلہ چلاتے وقت اللہ کا نام لینا لازم ہے۔ اگر آلے سے شکار کیا اور وہ شکار کو لگ گیا مگر وہ غائب ہو گیا پھر تین دن کے عرصے میں مل گیا تو حلال ہے بشرطیکہ وہ پانی میں نہ گرا پڑا ہو، کسی دوسرے آلے کا نشان اس پر موجود نہ ہو اور نہ ہی اس میں تعفن پیدا ہوا ہو102۔

بنی نوع انسان نے ہر دور میں سمندری جانوروں کو اپنی غذا کا حصہ بنایا ہے۔ اسلام نے انسانوں کی سہولت کی خاطر آبی جانداروں (جو صرف پانی میں زندہ رہ سکتے ہیں) کو حلال قرار دیا ہے103۔ یہاں تک کہ سمندر کا مردار بھی حلال ہے104۔ علاوہ ازیں خشکی کے مردار میں ٹڈی استثنائی طور پر حلال ہے105۔

عرب زمانہ جاہلیت میں شراب کے رسیا تھے۔ اسلام نے اس کے نقصانات کے پیش نظر بتدریج اسے قطعی حرام قرار دے دیا۔ قطع نظر اس کے کہ شراب کس چیز سے تیار ہوئی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نشہ آور مشروبات کو خمر میں شامل فرمایا ہے106۔ جب کہ حضرت عمرؓ کے بقول عقل کو ڈھانک دینے والی ہر شے خمر ہے107۔ شراب کی نہ صرف کثیر مقدار بلکہ قلیل مقدار بھی قطعاً ممنوع ہے108۔ اس کا نہ صرف استعمال حرام ہے بلکہ اسے نچوڑنا، نچوڑنے کا حکم دینا، اٹھانا، منگوانا، پلانا، فروخت کرنا، قیمت کھانا، خریدنا اور خریدنے کا حکم دینا، سب موجب لعنت ہیں109۔ یہاں تک کہ بطور دوا بھی اس کی افادیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف انکار فرمایا ہے110۔ شراب کی قبیل کی تمام اشیاء جو بعد میں ظہور پذیر ہوئیں اپنے دیگر نقصانات اور اتلاف مال کی رو سے فقہاء اسلام کی رائے میں حرام قرار پائیں111۔

اشیاء خورد ونوش میں نہ صرف حلت وحرمت کے امتیازات کو مسلمانوں کے لئے واضح کیا گیا ہے بلکہ دیگر آداب سے متعلق تعلیمات بھی تفصیلاً فراہم کی گئی ہیں۔ کھانے پینے کے آغاز پر بسم اللہ کہنا چاہیے112۔ کھانا دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھانا چاہیے113۔ کھانے میں عیب نہ نکالنا سنت نبوی ہے114۔ کھانا کناروں کی اطرف سے کھانا چاہیے نہ کہ وسط سے شروع کر دیا جائے115۔ مشروبات کو ایک ہی سانس میں پینے سے منع کیا گیا ہے116۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور اس میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے117۔ سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا اور پینا جائز نہیں118۔ اکل وشرب کے سلسلے میں بسیار خوری ناپسندیدہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھرے ہوئے پیٹ کو بد ترین برتن قرار دیا اور ابن آدم کی راہنمائی فرمائی کہ کمر سیدھی رکھنے کے لئے چند لقمے کافی ہیں پس اگر کوئی

چارہ کار نہ ہو تو پیٹ کا تیسرا حصہ کھانے کے لئے، تیسرا ہی پینے کے لئے اور بقیہ تیسرا سانس کے لئے 119۔

تقابلی جائزہ

اسلام نے بحیثیت دینِ کامل جہاں دیگر شعبہ ہائے حیات میں بنی نوع انسان کو اعتدال کی راہ دکھائی ہے یہاں غذا جیسی بنیادی ضرورت میں بھی اُسے افراط وتفریط سے پاک اور یکسر مفید راستہ فراہم کیا ہے۔ سابقہ صفحات پر موجود مباحث کے تقابل سے واضح ہو جاتا ہے کہ دیگر مذاہب میں غذائی تعلیمات میں جو بے اعتدالی نظر آتی تھی اسلام نے اُس کی اصلاح کا اہتمام کیا ہے۔

اشیائے خورد و نوش کو حلال وحرام قرار دینے کا اختیار محض اللہ رب العالمین کو حاصل ہے کیونکہ وہ خالق کائنات ہے۔ لہٰذا یہ صرف اُسی کا تشریعی حق ہے کہ اپنی مخلوق اور اپنے بندوں پر کسی چیز کو حلال کرے یا اُن کے لئے حرام ٹھہرائے جب کہ دیگر مذاہب میں مخلوق پر تحلیل وتحریم کا اختیار اُن جیسے انسانوں نے استعمال کیا۔ نہ صرف غیر سامی مذاہب میں ایسا نظر آتا ہے بلکہ وحی کی طرف نسبت رکھنے والے سامی مذاہب بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ جیسا کہ یہود ونصاریٰ نے احبار ورہبان کی تحلیل وتحریم کو اپنے لئے حجت تسلیم کر لیا جسے قرآن حکیم نے رب بنا لینے سے تعبیر کیا ہے 120۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی یہی تشریح فرمائی 121۔

کائنات میں موجود تمام اشیاء انسان کی نفع رسانی کی خاطر پیدا کی گئی ہیں۔ انسان کا اس کائنات سے رشتہ خادم کا نہیں بلکہ مخدوم کا ہے۔ اس حقیقی تعلق کا اظہار صرف توحید کے اقرار ہی سے ممکن ہے جو اسلام کا سنگِ بنیاد ہے۔ دوسری صورت میں شرک کے پیدا ہوتے ہی یہ تعلق یکسر بدل کر رہ جاتا ہے اور انسان مادی اشیاء یا دیگر ہستیوں کا خادم بن جاتا ہے۔ دیگر مذاہب میں شرک کی آمیزش کی وجہ سے انسان کائنات کی تمام اشیاء سے متمتع نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا وہاں حرام کو عموم کا درجہ حاصل ہے جب کہ حلال مختصر دائرے میں قید نظر آتا ہے۔ جب کہ اسلام میں اشیاء سے منافع کا حصول بنیادی طور پر جائز قرار پایا ہے کیونکہ قرآن حکیم نے کائنات کی اشیاء اور انسان کا تعلق واضح کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ﴾ 122

یہی وجہ ہے کہ اس جیسی دیگر متعدد آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں فقہائے اسلام کے ہاں یہ اصول طے پایا ہے کہ ''الاصل فی الاشیاء الاباحۃ'' 123۔ لہٰذا حلال کا دائرہ وسیع وعریض ہے اور اس میں

سے استثناء کے لئے لازم ہے کہ کوئی نص اپنی صحت کے ساتھ صراحت سے حرمت پر دلالت کرے۔ کیونکہ شارع کی خاموشی بھی جواز کا باعث ہے جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے: ''وماسکت عنہ فھو مما عفی عنہ'' 124۔ تو نتیجہ یہ ہے کہ یہاں اسلام میں حرام کا دائرہ تنگ ہو گیا ہے۔

اشیاء کی بنیادی اباحت میں استثناء کے طور پر شریعت اسلامیہ نے جو بعض چیزوں کو حرام قرار دیا ہے یقیناً وہ انسانوں کے فائدے کی خاطر ہے۔ مزید یہ کہ حلال وحرام کا امتیاز یہاں معقول وجوہ کی بنا پر ہے جن میں سے بنیادی اور غالب وجہ ماکولات ومشروبات کے اخلاقی فوائد ونقصانات ہیں۔ اس حد تک دیگر مذاہب بھی مماثل نظر آتے ہیں کہ اشیائے خورد ونوش کی حلت وحرمت میں وہ بھی انسانی مصالح کو مد نظر رکھتے ہیں۔ لیکن یہ بات باعثِ حیرت ہے کہ دیگر مذاہب میں حلت وحرمت کے احکامات سے بسا اوقات بعض طبقات، افراد اور شخصیات مستثنیٰ ہوتی ہیں۔ جبکہ اسلام میں حرام سب کے لئے حرام ہے اور حلال سب کے لئے حلال ہے۔ مگر اس کے برعکس ہندومت میں موجود چار ذاتوں کے لئے غذائی تعلیمات میں واضح فرق موجود ہے۔ بدھ مت میں بھکشوؤں اور اپاسکوں کے لئے گوشت خوری کے معاملے میں بطور خاص عدم یکسانیت کے احکامات موجود ہیں۔

دیگر معمولاتِ زندگی کی طرح خورد ونوش کے سلسلے میں بھی اسلام نے مساوات کو رواج دیا ہے۔ کھانے کی تیاری سے لے کر کھانا کھانے تک کے تمام مراحل میں کوئی صنفی، طبقاتی، نسلی اور گروہی امتیازات موجود نہیں ہیں۔ ہندومت کی طرح خواتین کو اپنے کھانے کے لئے مردوں کے کھا چکنے کا انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ نہ ہی یہودیت کی طرح یہاں کھانا لانے والے (Serve) کے لئے باقیوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا منع ہے 125۔

تمام مذاہب میں آدابِ طعام کا تذکرہ مختصراً یا تفصیلاً موجود ہے۔ اس باب میں اسلام کا امتیاز یہ ہے کہ اس نے تکلفات کی بجائے سادگی کو رواج دیا ہے۔ مزید یہ کہ اسلامی آداب طعام میں مبالغہ سے پرہیز کیا گیا ہے۔ کھانے کے حصول کی خاطر دربدر پھرنا بدھ مت کی طرح مذہبی پیشواؤں کے لئے لازم قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ بھیک مانگنے کی عمومی طور پر مذمت کی گئی ہے۔ ہندومت میں باورچی خانے کی صفائی ستھرائی اور کھانے کی تیاری میں جو مبالغہ موجود ہے اُس کی اسلام میں ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ صفائی ستھرائی اور سلیقہ مندی کی عمومی تعلیم تو یہاں موجود ہے مگر بے جا مبالغہ پر اصرار نہیں کیا گیا۔ آداب طعام میں بے جا تکلف کی مثال یہودیت میں قبل از طعام ہاتھوں کو دھونے کی ہے۔ جس کی تفصیلات نے حفظانِ صحت کے مقصد کو پیچھے چھوڑ

کر با قاعدہ ایک مذہبی رسم کی صورت اختیار کر لی ہے۔ ایک اور مثال یہ ہے کہ یہودی گوشت اور دودھ کی مصنوعات کو جمع نہیں کرتے نہ ہی پکانے میں اور نہ ہی کھانے میں۔

حوالہ جات وحواشی

1. The laws of Manu, The Clarendon Press, Oxford, 1886, iv: 210-22
2. R.S. Ellwood & G.D. Alles, The Encyclopedia of Word Religions, DWJ Books, NY, 2007, p. 120.
3. J.E. Padfield, The Hindu at Home, SPCK, Madras, 1896, p. 18
4. James Hastings, Encyclopedia of Religion and Ethics, T&T Clark, Edinburgh, 1914, Vol. vi, p. 64A
5. Paul Gwynne, World Religions in Practice, A Comparative Introduction, Blackwell Publishing Ltd, 2009, p.211.
6. M.M.J. Marasinghe, Gods in Early Buddhism, University of Sri Lanka, Ceylon, 1974, p. 254
7. R.C. Dutt, A History of Civilization in Ancient India, Spink, Calcutta, 1889, Vol. 2, p. 104-105
8. J.A. Davidson, World Religions and the Vegetarian Diet, Journal of the Adventist Theological Society, 14/2 (Fall 2003), p. 115.
9. R.C. Dutt, p. 104-105.
10. J.A. Davidson, p. 115.
11. The Law of Manu, III: 159, VII: 47-50, IX: 225, 235, 238, XI: 55, 94, 151, XII: 45; Rigved 8-2-12 and 8-21-14
12. J.S. Blocker, Alcohol and Temperance in Modern History, ABC-CLIO, 2003, Vol. 1, p. 308
13. Paul Gywnne, p. 213.
14. Lindsay Jones, Encyclopedia of Religion, Thomson Gale, USA, 2005, Vol. 5, p. 3170.
15. ابو ریحان البیرونی، کتاب الہند، ترجمہ سید اصغر علی، الفیصل ناشران، لاہور، 2005، 517/2

16. Robert E. Buswell, Encyclopedia of Buddhism, Macmillan Reference, USA, 2004, p. 228-229.
17. Paul Gwynne, p. 205.
18. J.A. Davidson, p. 116.
19. محمد حنیف سید، گوتم بدھ: زندگی اور افکار، ص 113
20. Vinaya Pitaka, Mahavagga, VI, 23.1-14, in the Sacred Books of the East, ed. F.M. Muller, Clarendon Press, Oxford, 1882, Vol. XVII
21. Ibid, VI, 31.14
22. Paul Gwynne, p. 207.
23. Vinaya Pitaka, Mahavagga, VI, 23.1-14
24. Holmes Welch, The Practice of Chinese Buddhism, HUP, Cambridge, 1967, p. 112.
25. Shurangama Sutra, 6.20-3; Brahma Net Sutra, 6.3.
26. H.C. Warren, Trans., Buddhism in Translation, Atheneum, 1969, NY, p. 303.
27. Robert E. Buswell, p. 229.
28. James Hastings, p. 65.
29. Robert E. Buswell, p. 229.
30. Shurangama Sutra, ch. 8.
31. R.F. Gombrich, Buddhist Precepts & Practice, Routledge, NY, 2009, p. 77.
32. Hsing Yun, The Core Teachings, Buddha's Light Publishing, USA, 2008, p. 123.
33. Damien Keown, Buddhist Ethics: A Very Short Introduction, OUP, 2005, p.38.
34. Peter Harvey, An Introduction to Buddhism: Teachinigs, History and Practices, CUP, New York, 2013, p. 269.
35. Damien Keown, Buddhism, Sterling Publishing Co., NY, 2009, p. 59.

36. Peter Harvey, An Introduction to Buddhist Ethics: Foundations, Values and Issues, CUP, 2000, p. 69.

37. Holmes Welch, p. 355-356.

38. An Introduction to Buddhist Ethics, p. 73.

39. The Fable about Alcohol, at www.tengerism.org/Buryat-Mongolian-Mythology.html

40. Anguttara Ninkaya, 5.177. Translated by Bhikku Bodhi, Wisdom Publications, Boston, 2012, p. 790.

41. Lindsay Jones, p. 3167.

42. احبار 11 : 4 - 8

43. استثناء 14 : 9

44. احبار 11 : 13 - 19

45. استثناء 14 : 12, 17

46. احبار 11 : 22

47. Mishnah Torah, Translated by Eliyahu Touger, Sefer Kedushah, Ma'achalot Assurot, Ch.1, Halacha 21.

48. احبار 11 : 41-42

49. پیدائش 9 : 4؛ احبار 3 : 17

50. خروج 22 : 31

51. استثناء 14 : 21

52. احبار 11 : 39

53. Mishnah Torah, Sefer Kedushah, Ma'achalot Assurot, Ch. 4, Halacha 1

54. Lindsay, p. 3167.

55. احبار 7 : 23-24

56. پیدائش 32 : 32

57. J.A. Davidson, p. 122.

58. Paul Gwynne, p. 210.

59. Mishnah Torah, Sefer Kedushah, Shechitah, Ch.1, Halacha 6

60. خروج، 34:26،23:19؛ استثناء، 14:21
61. Ellwood, p. 120.
62. Lindsay, p. 3167.
63. احبار 10 : 8-11
64. Mishnah Torah, Sefer Kedushah, Ma'achalot Assurot, Ch. 17, Halacha 9.
65. Paul Gwynne, p. 210.
66. Lindsay, p. 3169.
67. Ibid.
68. Paul Gwynne, p. 222.
69. پروفیسر غلام رسول چیمہ، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، چوہدری غلام رسول اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، 2012ء، ص 424
70. خروج، 12:15-20
71. مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، ص 424
72. Isaac Klein, A Guide to Jewish Religious Practice, The Jewish Theological Seminary of America, USA, 1992, p. 42-44.
73. Mishnah Torah, Sefer Ahava, Berachot, Ch.7, Halacha 7.
74. Isaac Klein, p. 49.
75. متی، 15 : 11
76. متی 15 : 16-17
77. اعمال 10 : 11 - 16
78. اعمال، 15 : 29
79. Ellwood, p. 120.
80. لوقا 22 : 14 - 20
81. St. Justin Martyr, First and Second Apologies, Translated & Edited by L.W. Barnard, Paulist Press, New Jersey, 1997, p. 70.
82. البقرۃ 2:168
83. سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 2004ء، 1/445
84. مولانا عبدالرحمن کیلانی، تیسیر القرآن، مکتبہ السلام، لاہور، 1426ھ، 1/502

85. الانعام 6 : 145
86. یوسف القرضاوی، الحلال والحرام فی الاسلام، المکتب الاسلامی، بیروت / دمشق 1980، ص 44
87. مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض 2000، حدیث نمبر 4997
88. حافظ مبشر حسین، حرام مردار اور ناپاک جانوروں سے استفادہ، سہ ماہی تحقیقات اسلامی، علیگڑھ، جنوری تا مارچ 2007، ص 53
89. حافظ مبشر حسین، حلال اور حرام پرندے، سہ ماہی تحقیقات اسلامی، علیگڑھ، اکتوبر تا دسمبر 2011، ص 100
90. النووی، یحیٰی بن شرف، المجموع شرح المہذب، دارالفکر، بیروت، س ن 18/9
91. البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض 2009، حدیث نمبر 5523؛ احمد بن حنبل، مسند احمد، المکتب الاسلامی، بیروت 3/453
92. البقرۃ 2 : 173
93. ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض 2000، حدیث نمبر 3177
94. الانعام 6 : 118
95. المائدۃ 5 : 3
96. صحیح مسلم، حدیث نمبر 5055
97. حاکم، ابوعبداللہ النیسابوری، المستدرک علی الصحیحین، دارالمعرفۃ 1998، 5/327
98. ابن حبان، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، موسسۃ الرسالۃ، س ن، 13/214
99. المائدۃ 5 : 3
100. المائدۃ 5 : 94
101. المائدۃ 5 : 3؛ الشوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار، دارالحدیث 1993، 8/152
102. صحیح مسلم، حدیث نمبر 49854982
103. المائدۃ 5 : 96؛ النحل 16 : 14
104. الحلال والحرام فی الاسلام، ص 53
105. مسند احمد، 2/97
106. صحیح مسلم، حدیث نمبر 5211
107. صحیح البخاری، حدیث نمبر 5581
108. ابوداؤد سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض 2000، حدیث نمبر 3681
109. الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض 2009، حدیث نمبر 1295
110. سنن ابی داؤد، حدیث نمبر 3873

http://www.alqalamjournalpu.com/

111. الحلال والحرام، ص76

112. صحیح البخاری، حدیث نمبر5376

113. ایضاً

114. صحیح مسلم، حدیث نمبر5380

115. سنن ابی داؤد، حدیث نمبر3772

116. صحیح البخاری، حدیث نمبر5631

117. صحیح مسلم، حدیث نمبر5286؛ جامع الترمذی، حدیث نمبر1888

118. صحیح البخاری، حدیث نمبر5633

119. سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 3349

120. التوبہ9 : 31

121. جامع الترمذی، حدیث نمبر3095

122. لقمان 31 : 20

123. علی احمد الندوی، القواعد الفقہیہ، دار القلم، دمشق1990، ص107؛ سیوطی، عبد الرحمن، الاشباہ والنظائر، دار الفکر، بیروت1998، ص20

124. سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 3367

125. Mishnah Torah, Sefer Ahava, Berachot, Ch. 7, Halacha 7

☆☆☆☆☆